کے چیف جسٹس محمدی کے ایک بیان کا حوالہ دیا کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں نہیں آیا، بلکہ اسلام قیام پاکستان میں محض ایک فیکٹر تھا۔ اس نظریے کی مخالفت سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے کی اور اُنہوں نے کہا کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں نہیں آیا تو وہ غلطی پر ہے۔ جارج فیلکس نے کہا کہ سیالکوٹ کے ایک شاعر نے ''پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ لگایا، مگر جب کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا تو قائداعظم نے صاف طور پر کہا کہ یہ نعرہ مسلم لیگ کی کسی قرارداد میں شامل نہیں۔ یہ بات مسلم لیگ کے ریکارڈ پر موجود ہے جس کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ یٰسین وٹو نے اپنی اصلاحی کمیٹی کی رپورٹ میں تین مختلف ترامیم پیش کیں، مگر انہوں نے اقلیتوں کے بارے میں اب تک کوئی تجویز پیش نہیں کی۔ (پندرہ روزہ ''کاتھولک نقیب''، لاہور- ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء، ص ۲۳)

شام: ''خانقاہ سینٹ موسیٰ جہاں اسلام اور مسیحیت بغل گیر ہیں۔''

[ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ییل یونیورسٹی (Yale University) میں اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ سند کے لیے مطالعہ و تحقیق میں مصروف جناب جبریل صیا در رینالڈ نے پہلی بار اپنے ایک اردنی دوست سے شام میں واقع ''خانقاہ سینٹ موسیٰ'' کے بارے میں سُنا۔ رینالڈ کے یہ دوست یسوعی (Jesuit) ہیں، بعد میں اُنہوں نے اپنے ایک استاد، اتفاق سے وہ بھی یسوعی ہیں، کے شوق دلانے پر خانقاہ کی زیارت کے لیے سفر کیا۔ خانقاہ میں مقیم راہبوں سے ملنے کے بعد اپنے تاثرات ایک مضمون کی شکل میں لکھے جو Commonweal کی ۱۲ مارچ ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں چھپے ہیں۔ جریدہ مذکور اور مضمون نگار کے شکریے کے ساتھ خانقاہ کے بارے میں مضمون کے اہم حصوں کا ترجمہ و تلخیص پیش کی جاتی ہے۔ مدیر]

دمشق سے کچھ فاصلے پر دمشق-حمص روڈ پر ایک قدیم قصبہ "نبک" ہے جس میں آج بھی مسیحی برادری کے کچھ افراد رہائش پذیر ہیں، اس کے قریب سینٹ موسیٰ کی خانقاہ ہے جو صدیوں بعد ایک بار پھر لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئی ہے۔

اگست ۱۹۸۲ء میں یسوعی جماعت کے فادر پاؤلو ڈال اوگلیو نے اس قدیم خانقاہ کے کھنڈر دیکھ کر یہ رائے قائم کی کہ اس خانقاہ میں مسلم-مسیحی رابطے اور مسیحی زندگی کے استحکام وتجدید کے لیے بڑے امکانات موجود ہیں۔ دو سال بعد اُنہوں نے خانقاہ کی عمارتوں کی مرمت و بحالی کا کام شروع کیا اور ابتدائی کام کے بعد ۱۹۹۱ء میں خانقاہ باقاعدہ آباد ہوگئی۔ ابتداء میں صرف دو افراد خانقاہ کی کل کائنات تھے، تاہم وقت کے ساتھ خانقاہ کی آبادی میں اضافہ ہونے لگا۔

۱۹۹۹ء کے آغاز میں یہاں کے مستقل باشندے تو تین خواتین اور چار مرد تھے، مگر زائرین کا کوئی شمار نہیں تھا۔ خانقاہ میں رہائش پذیر افراد نے مہمانوں کی خدمت کرنے کا عہد کر رکھا ہے، وہ ہر آنے والے کا استقبال لذیذ کھانے، گرما گرم چائے اور خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس خدمت اور خانقاہ کے اردگرد زمین کی دیکھ بھال کو تبشیری سرگرمی سمجھتے ہیں۔

خانقاہ کے باسی اس بات سے آگاہ ہیں کہ خانقاہ میں ان کی موجودگی کا مقصد وہی ہے جو خانقاہ کے آغاز میں، یعنی ایک ہزار برس پہلے تھا۔ تنہائی میں غور و فکر اور خدا سے لو لگا کر روحانی ترقی حاصل کرنا اور کلیسیا کی خدمت انجام دینا اُن کی زندگیوں کا مقصد ہے۔

جناب ڈال اوگلیو کے پیشِ نظر خانقاہ کے توسط سے اقوامانی تحریک کو فروغ دینا، اور مسلم-مسیحی روابط کو استوار کرنا ہے۔ اُنہوں نے یسوعی جماعت سے تعلق کے باوجود شامی کیتھولک مراسم اختیار کر لیے ہیں۔ خانقاہ کے دروازے تمام کلیسیاؤں کے لیے یکساں طور پر کھلے ہوئے ہیں۔ خانقاہ کے باسی سمجھتے ہیں کہ اُنہیں مسلمانوں سے کوئی تصادم، بلکہ مقابلہ بھی نہیں کرنا، اس کے برعکس اُن کی خدمت کرنا، اُن کے تجربے سے استفادہ کرنا اور اُن کے لیے ایثار و قربانی سے کام لینا ہے۔

مسلمان معاشرے میں رہتے ہوئے ''انثقاف'' (inculturation) اُن کے پیشِ نظر ہے۔ یہ اصطلاح ابتداء فرانسیسی ماہر اسلامیات لوئی ماسنیوں نے استعمال کی تھی، اور بعد ازاں مصری مصنف ماری کاہل نے عام کی۔ ''انثقاف'' سے مراد یہ ہے کہ مسیحی اپنے ہم وطن مسلمانوں کے ساتھ روحانی اور تاریخی رشتوں کی بازیافت کریں، تاکہ اسلامی ماحول میں بامعنی کردار ادا کرنے کے قابل بن سکیں۔

شامی چرچ کے لیے مسلمانوں کے ساتھ ثقافتی ہم آہنگی کوئی عجیب بات نہیں۔ ماضی میں دونوں برادریوں کے درمیان خوشگوار تعلقات رہے ہیں اور مسلمانوں نے مختلف اوقات میں ''شامی چرچ'' کو ''یونانی آرتھوڈوکس چرچ'' کی زیادتیوں سے بچایا ہے۔ اس باہمی قربت کا اظہار چرچ کی دیوار پر کھدے ہوئے اُس کتبے سے ہوتا ہے جس میں چرچ کی تعمیر ۴۵۰ ہجری بتائی گئی ہے، اور کتبے کا آغاز **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے ہوتا ہے۔

آج خانقاہ کے چرچ میں مغربی انداز کی نشستوں کے بجائے مسجد کی طرح قالین بچھے ہوئے ہیں، اور دُعا گزار مسلمانوں کی طرح سجود کرتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ مکہ میں بیت اللہ کی جانب رُخ کرنے کے بجائے مشرق کی جانب رُخ کرتے ہیں، اور ابتداء میں مسیحی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ مزید براں خانقاہ میں صلیبیں کہیں نمایاں نہیں، اور شامی چرچ کی زبان میں عربی الفاظ کی کافی آمیزش ہے۔

اسی طرح خانقاہ کا ماحول مسلمانوں کے لیے اپنے اندر کشش رکھتا ہے، مگر خانقاہ کے ذمہ داروں کے نزدیک یہ سب کچھ مسلمانوں کو خوش کرنے یا اُنہیں اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے ہرگز نہیں، بلکہ یہ سامی روحانیت کے اظہارات ہیں جو مسلمانوں، مسیحیوں اور یہودیوں کے درمیان مشترک ہیں۔

جہاں تک خانقاہ کی تاریخ کا تعلق ہے، یہ ۵۷۵ء سے پہلے قائم ہوئی تھی۔ یہ تاریخ برٹش

میوزیم میں موجود ''متی کی انجیل'' پر سینٹ جان کرسوسٹم کی تفسیر کے خطی نسخے پر لکھی ہوئی ہے۔ سینٹ جان کرسوسٹم نے اپنا تعلق ''خانقاہ سینٹ موسیٰ'' سے بتایا ہے۔

خانقاہ میں موجود تاریخی شہادت وہ کتبہ ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ خانقاہ صدیوں تک مسیحی مرکز رہی ہے اور شامی آرتھوڈوکس بشپ کے مرکز کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہے۔ ماضی میں یہ خانقاہ اپنے راہبوں کی کتاب دوستی کی وجہ سے بہت معروف تھی۔ ۱۸۳۱ء میں خانقاہ پر زوال آیا، اور تقریباً ڈیڑھ صدی تک یہ خالی پڑی رہی، عمارتیں تباہ ہو گئیں اور ضرورت مند تعمیری سامان کے لیے انہیں لوٹتے رہے۔ ۱۹۸۳ء میں چرچ میں آگ لگی اور اس کی تصاویر و تماثیل کا بڑا حصہ جل گیا۔

خانقاہ کی تاریخ کے نشیب و فراز سینٹ موسیٰ کی زندگی سے بڑی مطابقت رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سینٹ موسیٰ ایتھوپیا میں اپنی ابتدائی زندگی میں ایک چور تھے، اور لوٹ مار کے مال سے بڑی پرتکلف زندگی گزارتے تھے۔ حکومتِ وقت نے جب اُنہیں پکڑنے کی کوششیں کیں تو اُنہوں نے مسیحی درویشوں کے ہاں پناہ لے لی۔ وہیں اُنہوں نے مسیحیت قبول کی، اور اُن کی پرہیزگاری اس طرح مثالی بن گئی جیسے کبھی اُن کی عدم پرہیزگاری تھی۔ ابھی حکومتِ وقت اُن کے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ وہ ایتھوپیا سے مصر چلے گئے، جہاں اُنہیں کاہن بنایا گیا اور کاہن کی زندگی گزارتے ہوئے ۳۹۵ء میں فوت ہوئے۔ ''خانقاہ براموس'' میں اُنہیں دفنایا گیا۔ آج بھی مصر میں اُنہیں عزت و احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تاریخ کے برعکس شامی چرچ میں سینٹ موسیٰ کو سینٹ جارج کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے جو گھوڑے پر نواب کی طرح سوار ہیں، اور ایک خوفناک دیو کو مار رہے ہیں جو بدی کی علامتی تجسیم ہے۔

''خانقاہ سینٹ موسیٰ'' کے ذمہ دار اپنے پریشان کن ماضی اور کمزور مستقبل سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ عرب دُنیا کے مسیحی چرچ آج سخت خطرے میں ہیں، یہ فرقہ در فرقہ بٹے ہوئے ہیں اور

خلقیدون کونسل (۴۵۱ء) کے نتیجے میں جنم لینے والے اختلافات تا حال چلے آ رہے ہیں۔ مزید براں عرب دُنیا سے مسیحیوں کی نقل مکانی، اور نسبتاً قلیل شرح افزائش آبادی کی وجہ سے ان کی آبادی ہر سال کم ہوتی جا رہی ہے۔ عرب مسیحی نہ تو اپنے ہمسایہ مسلمانوں کے ساتھ پوری طرح مربوط ہیں، اور نہ انہوں نے مغربی ثقافت ہی اپنائی ہے۔ اس صورت حال میں ''خانقاہ سینٹ موسیٰ'' رہنمائی کے لیے مغرب کی جانب نہیں دیکھتی، بلکہ اس نے اپنی اقلیتی حیثیت تسلیم کر لی ہے، اور شامی چرچ میں اپنی سامی بنیاد تلاش کر لی ہے۔ خانقاہ کے ذمہ داروں کی سوچ یہ ہے کہ وہ اس طرح اسلامی ماحول میں بہتر طور پر اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔

عراق: نامنصفانہ پابندیوں کے نتیجے میں میرے عوام مر رہے ہیں۔
ــــ عراقی آرچ بشپ

کالدین چرچ کے عراقی آرچ بشپ جبریل قصاب نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ''کیتھولک نیوز سروس'' سے باتیں کرتے ہوئے عراق کی صورتِ حال پر روشنی ڈالی ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی جانب سے عائد کردہ نامنصفانہ پابندیوں سے، جنہیں بھرپور امریکی تائید حاصل ہے، عراق میں بچے، بوڑھے، بیمار اور غریب طبقے کے لوگ مر رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بمباری سے عراق کے جانی نقصان پر بھی انہوں نے گفتگو کی، اور تباہ شدہ معاشرے میں اپنی کوششوں سے آگاہ کیا۔ آرچ بشپ جبریل قصاب نے پوپ جان پال دوم کے دسمبر میں متوقع دورے پر گفتگو کی۔ اُن کے خیال میں عراق کے عوام سمجھتے ہیں کہ اگر پوپ نے اُن کے ملک کا دورہ کیا تو پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ [اگرچہ ویٹی کن کی جانب سے پوپ کے دورۂ عراق کی کوئی حتمی تاریخ ابھی طے نہیں کی گئی۔]